خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ کی خاطر جو کچھ تم خرچ کرو گے اس کا اجر ضرور تمہیں ملے گا

اللہ تعالیٰ کی صفات رازق اور رزّاق کے متعلق آیات قرآنی، احادیث نبویہ اور ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ سے مختلف امور کا تذکرہ

تحریک جدید کے نئے مالی سال کا اعلان۔ تحریک جدید کی مالی قربانی میں پاکستان تمام ممالک میں اول نمبر پر رہا۔ پاکستان کے علاوہ بیرونی ممالک میں امریکہ اول اور جرمنی دوسرے نمبر پر آیا۔ تحریک جدید کے مالی جہاد میں اب تک تین لاکھ ۳۷ ہزار ۶۰۰ سے زائد افراد شامل ہو چکے ہیں۔ پاکستان کی جماعتوں میں ربوہ نمبر ایک پر رہا

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲ر نومبر ۲۰۰۱ء بمطابق ۲ر نبوت ۱۳۸۰ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله—

أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم— بسم الله الرحمٰن الرحيم—

الحمدلله رب العٰلمين — الرحمٰن الرحيم — مٰلك يوم الدين — إياك نعبد و إياك نستعين —

اهدنا الصراط المستقيم — صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين—

اس سے پہلے جو خطبہ میں سبوحیت کا مضمون جاری تھا ابھی اس کا کچھ حصہ باقی تھا جو تقریباً ایک خطبہ کا یا اس سے کچھ کم مواد ہے لیکن آج چونکہ تحریک جدید کے سال کا اعلان ہونا ہے اس لئے ہم نے اس کی مناسبت سے رزاقیت کی صفت کے اوپر خطبہ کا مضمون چنا ہے۔ اَلرَّازِقُ وَالرَّزَّاقُ۔ مفردات امام راغب میں لکھا ہے: رزق کا لفظ کبھی جاری عطا کے لئے بولا جاتا ہے خواہ وہ دنیوی عطا ہو یا اُخروی اور کبھی نصیب یعنی حصہ کے لئے بولا جاتا ہے اور کبھی خوراک کے لئے جو پیٹ میں جاتی ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَاَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ﴾۔ اس سے مراد ہے اپنے مال، عزت اور علم وغیرہ میں سے خرچ کرو۔ رَازِق، روانی پیدا کرنے والے اور روزی عطا کرنے والے اور روزی کا سبب بننے والے کے لئے بولا جاتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے۔ اسی طرح رَازِق کا لفظ اُس انسان کے لئے بھی بولا جاتا ہے جو رزق کے دوسرے تک پہنچنے کا وسیلہ بنتا ہے مگر رَزَّاق کا لفظ صرف اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ جب رزق عطا کرتا ہے تو اس کے آگے دینے والا بھی ایک قسم کا رازق بن جاتا ہے مگر رَزَّاق نہیں ہو سکتا، رَزَّاق وہی ہے جو صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ لسان العرب کے مطابق رَازِق اور رَزَّاق اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں کیونکہ وہ سب مخلوق کو روزی دیتا ہے۔

اس سلسلہ میں پہلی آیت سورۃ البقرہ کی تیسری اور چوتھی آیات ہیں ﴿ ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَارَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ. الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾ (یہ) وہ کتاب ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ ہدایت دینے والی ہے متقیوں کو۔ جو لوگ غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم انہیں رزق دیتے ہیں اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

حضرت سعید الطائی کہتے ہیں کہ اُن سے اَبُو کَبْشَہ الأنْمَاری نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کسی شخص کا مال صدقہ دینے کی وجہ سے کم نہیں ہوتا"۔ یہ تو ہمارا تجربہ ہے ہمیشہ صدقہ کے نتیجہ میں مال بڑھتا ہے کم نہیں ہوتا۔ "جب بھی کسی بندے پر ظلم ہوتا ہے اور وہ اس پر صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کی عزت اَور بڑھا دیتا ہے۔ جب کوئی شخص سوال کا دروازہ (اپنے لئے) کھول لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کے لئے افلاس کا دروازہ کھول دیتا ہے"۔ یہ بھی بالکل روزمرہ کے تجربہ میں بات ہے جو ایک دفعہ سوال کی عادت ڈالے وہ ہمیشہ بھوکا ننگا ہی رہتا ہے اور سوال کے نتیجہ میں اس کے رزق میں اضافہ نہیں ہوتا۔

راوی بیان کرتے ہیں: "مَیں تمہیں ایک اَور بات بتاتا ہوں اُسے بھی یاد رکھنا۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا: دنیا میں چار قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک وہ جسے اللہ نے مال اور علم عطا کیا ہو اور وہ اُن کے بارہ میں اپنے ربّ کے تقویٰ سے کام لیتا ہے اور صلہ رحمی کرتا ہے اور وہ جانتا ہے کہ ان میں اللہ تعالیٰ کا بھی ایک حق ہے۔ یہ شخص سب سے اعلیٰ مقام پر فائز ہے۔

دوسرا وہ شخص جسے اللہ نے علم تو عطا کیا ہے لیکن مال عطا نہیں کیا مگر اس کی نیت نیک ہے۔ وہ خواہش رکھتا ہے کہ اگر میرے پاس بھی مال ہوتا تو مَیں بھی فلاں شخص جیسے عمل بجالاؤں۔ پس اُس سے اُس کی نیت کے مطابق معاملہ کیا جائے گا اور اُن دونوں کا اجر برابر ہوگا۔

تیسرا وہ شخص جسے اللہ نے مال عطا کیا ہو لیکن علم عطا نہ کیا ہو۔ وہ اپنے مال کو بے سوچے سمجھے خرچ کرتا ہے۔ اس کے بارہ میں نہ تقویٰ اللہ سے کام لیتا ہے اور نہ صلہ رحمی کرتا ہے۔ اور نہ یہ جانتا ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کا بھی کوئی حق ہے۔ ایسا شخص بدترین مقام پر ہے۔

چوتھا وہ شخص جسے اللہ نے نہ مال عطا کیا ہے اور نہ علم۔ مگر وہ یہ خواہش رکھتا ہے کہ اگر میرے پاس بھی مال ہوتا تو مَیں بھی فلاں شخص کی طرح عمل کرتا۔ اُس سے اُس کی نیت کے مطابق معاملہ ہوگا اور ان دونوں کا بوجھ برابر ہوگا۔ (ترمذی۔ کتاب الزھد)

حضرت خلیفة المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں:

"تیسری صفت متقی کی اس مقام پر یہ بیان کی گئی ہے کہ ﴿مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْن﴾ جو کچھ رزق ہم نے ان کو دیا اس میں سے کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں"۔ ﴿مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْن﴾ میں سے یہ نکتہ آپ نے نکالا ہے جو کچھ رزق ہم نے ان کو دیا اس میں سے کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں یعنی سارا رزق تو دینے کی ان کو توفیق نہیں مگر جو بھی خدا تعالیٰ نے توفیق دی ہے اس میں سے کچھ نہ کچھ وہ خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ "متقی کی چونکہ ابتدائی منازل میں نظر بہت وسیع نہیں ہوتی اور خدا شناسی کے مکتب میں ابھی اس کے داخلہ کا ہی ذکر ہے اس لئے فرمایا کہ جو کچھ رزق ہم نے ان کو دیا ہے وہ اس میں سے کچھ ہماری راہ میں دیتا ہے۔ اصل میں حق تو یہ تھا کہ سب کا سب ہی دے دیتا کیونکہ جس کا دیا ہے اسی کو دیتا ہے"۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس ضمن میں فرماتے ہیں:

"سب کچھ تری عطا ہے گھر سے تو کچھ نہ لائے"۔ پس حقیقت تو یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے مگر بہرحال اللہ ہی کا حکم ہے کہ اپنے لئے بھی رکھو، اپنے بال بچوں کے لئے بھی رکھو اور فقیر نہ چھوڑو پچھلے لوگوں کو۔ اس لئے ہم اللہ تعالیٰ کے حکم ہی سے اس کے عطا کردہ سارے رزق کو واپس نہیں کرتے کیونکہ اس نے ہمیں اپنی قوت کے لئے بھی رزق دیا ہے، ہمیں زندہ رہنے کے لئے بھی رزق دیا ہے، ہمیں اپنے اہل و عیال کو زندہ رکھنے کے لئے بھی رزق دیا ہے۔ پس یہ سارا رزق ﴿مِمَّا﴾ کے تابع ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اس میں سے کچھ ضرور خدا تعالیٰ کو واپس لوٹاؤ۔

حضرت خلیفة المسیح الاوّل لکھتے ہیں: "یہ نکتہ ایک دفعہ حضرت اقدس نے بیان فرمایا تھا یہاں رزق سے مراد صرف خوردنی اشیاء ہی نہیں ہیں بلکہ ہر ایک نعمت جو خدا کی طرف سے انسان کو ملی ہے وہ مراد ہے۔ یعنی وہ ہمہ تن بنی نوع انسان کی ہمدردی کے لئے تیار رہتا ہے اور ہر ایک گوشہ اور پہلو سے اس خدمت کو بجا لاتا ہے۔ اس کی نظیر نبی کریم ﷺ کی تعلیم ہے جو کہ انسان کو ہر حال اور مذاق کے موافق آپ نے دی ہے آپ کے انفاق سے جیسے ایک تاجر اسلامی اصول کے موافق تجارت کر کے

خدا کی رضا حاصل کرتا ہے ویسے ایک جنگجو جنگ کی تعلیم لے کر رضائے الٰہی کو حاصل کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی رضا مندی کے واسطے اپنی عادتوں کو بدلنا، اخلاق رذیلہ کو چھوڑ دینا یہ بھی ایک انفاق فی سبیل اللہ ہے۔ اسی طرح زبان سے نیک باتیں لوگوں کو بتلانی اور برائیوں سے روکنا بھی اس میں داخل ہے اگر خدا نے علم دیا ہے تو اسے لوگوں کو پڑھاوے اگر مال و دولت دی ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کے بتلائے ہوئے طریقوں سے اس کے محل پر صرف کرے"۔

اب ہمارے ملک کی خاص طور پر ہندوستان کی سب سے بڑی بد قسمتی یہ ہے کہ جو بھی اللہ تعالیٰ نے ان کو خاص علم دیا ہے اس کو وہ عطائی طور پر سینہ بسینہ آگے چلاتے ہیں، اس ڈر کے مارے کہ کوئی دوسرا اس علم سے فائدہ اٹھا کر ان کے برابر دولت نہ کمانے لگ جائے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ علم محدود ہو کے رہ گیا اور آگے نہیں بڑھا۔ یورپین اقوام نے اس نکتہ سے بہت فائدہ اٹھایا ہے جو کچھ ان کو علم ملا انہوں نے اسی وقت اس کی اشاعت کی بلکہ تجربہ کے لئے بلایا کہ تم بھی تجربہ کر کے دیکھ لو یہ بالکل اسی طرح ہے۔ اس کے نتیجہ میں دیکھو زمین آسمان کا فرق پڑ گیا ہے۔ کہاں مشرقی دنیا جو اپنے علم کو روک رکھنے کے نتیجہ میں انتہائی فلاکت کا شکار ہو چکی ہے اور کہاں مغربی دنیا جو علم کو جاری کرنے کے نتیجہ میں کتنی بڑی نعمتوں سے استفادہ کر رہی ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی چھوٹی سے نصیحت پر بھی اگر عمل کیا جائے تو اس کے بہت عظیم الشان فوائد پہنچتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول آگے یہ شعر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا درج فرماتے ہیں۔

زبذل مال درراہش کسے مفلس نمی گردد　　　خدا خود می شود ناصر اگر ہمت شود پیدا

کہ خدا کی راہ میں مال خرچ کرنے سے کسی کو مفلس ہوتے نہیں دیکھا گیا۔ خدا خود می شود ناصر۔ اللہ خود ہی اس کا ناصر ہو جاتا ہے اگر وہ ہمت پیدا کرے۔ "فی زمانہ حال انفاق کا بڑا محل یہ ہے"۔ فی زمانہ حال یعنی آج کل کے زمانہ میں "انفاق کا بڑا محل یہ ہے کہ اپنے حوصلوں کو وسیع کر کے اسے الٰہی سلسلہ احمدیہ کی اشاعت کے واسطے مال و زر دیا جاوے اس وقت بھی جس نے مال و زر سے پیار نہ کیا اور دین کی خدمت میں اسے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں سے صَرف کیا وہی اعلیٰ مرتبہ پا گیا اور صدیق بنا۔ اب بھی جو کرے گا بنے گا اور خدا اس کی محنت اور سعی کو ضائع نہ کرے گا"۔

(حقائق الفرقان جلد اول صفحہ ۶۱ تا ۶۳)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"﴿مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾ رزق سے مراد صرف مال نہیں بلکہ جو کچھ ان کو عطا ہوا۔ علم، حکمت، طبابت یہ سب کچھ رزق میں ہی شامل ہے۔ اس کو اسی میں سے خدا کی راہ میں خرچ کرنا ہے۔ انسان نے اس راہ میں بتدریج اور زینہ بہ زینہ ترقی کرنا ہے"۔ (رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۴۶) بتدریج اور زینہ بہ زینہ ترقی کرنے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نکتہ بیان فرمایا ہے کہ مال خرچ کرنے میں خدا کی راہ میں شروع میں زیادہ تنگی محسوس ہوتی ہے اور جوں جوں خرچ کرتا چلا جاتا ہے اس کا دل کھلتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ تھوڑا خرچ کرنے والے بھی بالآخر بہت کچھ خدا کی راہ میں فنا کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔

"دوسری جزو اس تقویٰ کی ﴿مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾ ہے جو کچھ دے رکھا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ عام لوگ رزق سے مراد اشیاء خوردنی لیتے ہیں یہ غلط ہے۔ جو کچھ قویٰ کو دیا جائے وہ بھی رزق ہے علوم و فنون وغیرہ معارف حقائق عطا ہوتے ہیں یا جسمانی طور پر معاش مال میں فراخی ہو، رزق میں حکومت بھی شامل ہے"۔

اب یہ ایک بہت عظیم نکتہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے غالباً اس مضمون میں پہلی بار عطا فرمایا ہے کہ حکومت جس کو عطا ہوتی ہے وہ بھی رزق ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اس کا بھی حق ادا کرنا پڑے گا۔ اگر تمہیں امین سمجھ کے حکومت دی گئی ہے تو یہ خدا تعالیٰ کا انعام ہے تم پر، تمہیں اس میں سے بہر حال تقویٰ کے ساتھ اس کا پورا حق ادا کرنا ہوگا۔

پھر یہاں تک بھی فرمایا کہ "اخلاق فاضلہ بھی رزق ہی میں داخل ہیں"۔ جن کو اخلاق فاضلہ نصیب ہوں وہ بھی ایک قسم کا رزق ہے خدا کی طرف سے۔ اور اس میں سے جو کچھ ہم نے دیا وہ خرچ کرتے ہیں۔ یعنی اخلاق فاضلہ سے پیش آتے ہیں اور جو کچھ ان کو اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ اخلاق سکھائے ہیں وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ "روٹی سے روٹی دیتے ہیں، علم سے علم اور اخلاق میں سے اخلاق۔ علم کا دینا تو ظاہر ہی ہے۔ یہ یاد رکھو کہ وہی بخیل نہیں جو اپنے مال میں سے کسی کو نہیں دیتا بلکہ وہ بھی بخیل ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے علم دیا ہو اور وہ دوسروں کو سکھانے میں مضائقہ کرے۔ محض اس خیال سے اپنے علوم و فنون سے کسی کو واقف نہ کرنا کہ اگر وہ سیکھ جاوے گا تو ہماری بے قدری ہو جائے گی یا آمدنی میں فرق آ جائے گا شرک ہے کیونکہ اس صورت میں وہ ایک علم یا فن کو ہی اپنا رازق اور خدا سمجھتا ہے۔ اسی طرح پر جو اپنے اخلاق سے کام نہیں لیتا وہ بھی بخیل ہے اخلاق دینا یہی ہوتا ہے کہ جو اخلاق فاضلہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے دے رکھے ہیں اس کی مخلوق سے ان اخلاق سے پیش آوے۔ وہ لوگ اس کے نمونہ کو دیکھ کر خود بھی اخلاق پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔ اخلاق سے اس قدر ہی مراد نہیں ہے کہ زبان کی نرمی اور الفاظ کی نرمی سے کام لے۔ نہیں، بلکہ شجاعت، مروّت، عفت، جس قدر قوتیں انسان کو دی گئی ہیں دراصل سب اخلاقی قوتیں ہیں"۔ ان کا بر محل استعمال کیا جائے۔ "مثلاً عقل دی گئی ہے اور کوئی دوسرا شخص جس کو کسی امر میں واقفیت نہیں اس کے مشورہ کا محتاج ہے اور یہ اس کی نسبت پوری واقفیت رکھتا ہے تو اخلاق کا تقاضا یہ ہونا چاہئے کہ اپنی عقل سلیم سے اس کو پوری مدد دے اور اس کو سچا مشورہ دے۔ لوگ ان باتوں کو معمولی نظر سے دیکھتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ ہمارا کیا بگڑتا ہے اس کو خراب ہونے دو۔ یہ شیطانی فعل ہے۔ انسانیت سے بعید ہے کہ وہ کسی دوسرے کو بگڑتا دیکھے اور اس کی مدد کے لئے تیار نہ ہو۔ نہیں، بلکہ چاہئے کہ نہایت توجہ اور دلدہی سے اس کی بات سنے اور اپنی عقل و سمجھ سے اس کو ضروری مدد دے"۔

(الحکم جلد ۵ نمبر ۱۴ مورخہ ۱۷؍اپریل ۱۹۰۱ء صفحہ ۱)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ طریق تھا کہ اگر کوئی بوڑھی عورت بھی رستہ میں آپ کو روک دیتی تھی کہ میری بات سنیں تو بڑی توجہ سے کھڑے ہو کر اس کی بات سنتے تھے۔ ایک بھکاری بھی کھڑا کر کے روک لیا کرتا تھا تو اس کی بھی توجہ سے بات سنا کرتے تھے۔ تو یہ عالم باعمل کی مثال ہے۔ جو علم سکھاتے تھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بعینہٖ اس پر خود بھی عمل کر کے دکھاتے تھے۔

سورۃ البقرہ ۲۳ ویں آیت: ﴿الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾۔ جس نے زمین کو تمہارے لئے بچھونا اور آسمان کو (تمہاری بقا کی) بنیاد بنایا۔ اب آسمان بنیاد تو نہیں ہے وہ تو چھت کی طرح ہے لیکن اس پر انسانی بقا کی بنیاد ہے اور اس میں بہت سے راز مضمر ہیں کہ کس طرح انسان کو جو خدا تعالیٰ نے آسمان عطا فرمایا ہے اس سے روحانی رزق بھی اترتا ہے جسمانی رزق بھی اترتا ہے ہر قسم کی بقا اس سے وابستہ ہے۔ بادل بھی دیکھو کس طرح اڑ کے اوپر چلے جاتے ہیں اور پھر خدا تعالیٰ دوبارہ ان کو پانی کی صورت میں اتار دیتا ہے۔ بجلیاں جو کڑکتی ہیں ان کے ذریعہ جو پانی بنتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے جو کام ہیں وہ حیرت انگیز ہیں اور عجیب ہیں۔ خدا تعالیٰ کے صرف ایک ہی کام پر غور کرتے چلے جاؤ تو لامتناہی سلسلہ ہے تو ﴿بِنَآءً﴾ سے مراد آسمان کو بنیاد نہیں فرمایا بلکہ رزق کی بنیاد اور عطا کی بنیاد بنایا ہے۔

پھر فرماتا ہے اور ہر طرح کے پھل تمہارے لئے بطور رزق نکالے۔ اب کتنے پھل انسان کھاتا ہے اور غور بھی نہیں کرتا کہ مَیں کیوں کھا رہا ہوں، کہاں سے آئے ہیں۔ ہر روز مٹی میں سے وہ پھل نکلتے ہیں اور آدمی کبھی سوچتا بھی نہیں کہ روزمرہ مٹی میں سے ہر قسم کے انگور، سیب، مختلف ذائقوں والے پھل، کیلے وغیرہ یہ سب پیدا ہو رہے ہیں اور انسان کو یہ خیال نہیں آتا کہ خدا تعالیٰ نے ہماری خاطر کتنا حیرت انگیز نظامِ معیشت جاری فرمایا ہے۔ پس یہ سب کچھ جانتے بوجھتے ہوئے اللہ کے شریک نہ بناؤ۔

خالد کے بیٹوں حبّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سواء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ یہ حضرت خالد بن ولید نہیں بلکہ اور دوسرے خالد ہیں جو خود صحابی نہیں تھے مگر ان کے بیٹے حبّہ اور سواء صحابی تھے۔ انہوں نے کہا ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس گئے۔ آپؐ کوئی کام کر رہے تھے۔ ہم نے آپؐ کی مدد کر دی۔ آپؐ نے فرمایا جب تک تمہارے سروں میں جنبش باقی ہے رزق سے مایوس نہ ہونا کیونکہ انسان کو جب اس کی ماں جنم دیتی ہے تو وہ نہایت بے سروسامانی کی حالت میں محض گوشت کا لوتھڑا

ہوتا ہے اور اس پر کوئی چیتھڑا تک بھی نہیں ہوتا۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ اس کو رزق عطا فرماتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الزھد)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکس کی مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"سرکس میں تم لوگوں نے دیکھا ہوگا کہ جانور کس طرح اپنے مالک کے حکم کے ماتحت چلتے ہیں حالانکہ اس مالک نے نہ جان دی ہے، نہ وہ کھانے پینے کی چیزیں پیدا کی ہیں۔ جب ایک معمولی (احسان) سے اس کی اس قدر اطاعت کی جاتی ہے تو کیا وجہ ہے کہ انسان اپنے مولیٰ کریم پر فدا نہ ہو جس نے اُسے حیات بخشی، رزق دیا، پھر قیام کا بندوبست کیا۔......... دیکھو! اس نے تم پر کیسے کیسے احسان کئے ہیں، تمہارے لئے زمین بنائی جو کیسی اچھی آرامگاہ ہے۔ پھل پھول اور طرح طرح کی نباتات پیدا کرتی ہے جسے تم کھاتے ہو۔ پھر آسمان کو بنایا جیسے ایک خیمہ ہے۔ وہ زمین کے ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ پھر بادلوں سے پانی اُتارا۔ اس سے رنگارنگ کے پھل اگائے۔ یہ فضل ہوں اور پھر تم اس کا نِدّ بناؤ۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔ نِدّ بنانا کیا ہے؟ سنو! یہ کہنا کہ دوست آگیا، اس کی خاطر تواضع میں نماز رہ گئی"۔ جلسہ سالانہ کے دنوں میں اکثر یہ دیکھا جاتا ہے لوگ رات کو بیٹھے گپیں مارتے رہتے ہیں اور دیر میں سوتے ہیں اور پھر کہتے ہیں صبح کی نماز رہ گئی تو یہ ساری باتیں آپ کو پیش نظر رکھنی چاہئیں۔

"خاطر تواضع میں نماز رہ گئی بچوں کے کپڑوں اور بیوی کے زیوروں کی فکر تھی نماز میں شامل نہ ہوسکا، رات کو ایک دوست سے باتیں کرتے کرتے دیر ہوگئی اس لئے صبح کی نماز کا وقت نیند میں گزر گیا۔ غور کرو اس دوست یا اس شخص نے جس کے لئے تم نے خدا کے حکم کو ٹالا، ویسے احسان تمہارے ساتھ کئے ہیں جیسے خدا تعالیٰ نے تم سے کئے؟! اسی طرح آجکل مجھے خط آرہے ہیں کہ بارش ہوگئی ہے، تخم ریزی کا وقت ہے، اگر آپ اجازت دیں تو روزے پھر سرما میں رکھ لیں گے۔ یہ خدا تعالیٰ کے احکام کا استخفاف ہے، توبہ کرلو۔ یہ اپنے دنیاوی کاموں کو خدا کا نِدّ بنانا ہے جو کفران نعمت ہے۔"

(الفضل۔ ۲۰؍اگست ۱۹۱۳ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"اے لوگو! اس خدا کی پرستش کرو جس نے تم کو پیدا کیا...... عبادت کے لائق وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا یعنی زندہ رہنے والا وہی ہے؛ اُسی سے دل لگاؤ۔ پس ایمانداری تو یہی ہے کہ خدا سے خاص تعلق رکھا جائے اور دوسری سب چیزوں کو اس کے مقابلہ میں ہیچ سمجھا جائے اور جو شخص اولاد کو یا والدین کو یا کسی اور چیز کو ایسا عزیز رکھے کہ ہر وقت اُنہیں کا فکر رہے تو وہ بھی ایک بُت پرستی ہے۔ بُت پرستی کے یہی تو معنے نہیں کہ ہندوؤں کی طرح بُت لے کر بیٹھ جائے اور اس کے آگے سجدہ کرے۔ حد سے زیادہ پیار و محبت بھی عبادت ہی ہوتی ہے۔"

(الحکم۔ جلد ۱۲۔ نمبر ۴۸۔ بتاریخ ۲۲؍اگست ۱۹۰۸ء۔ صفحہ ۱)

اب سورۃ البقرہ کی ۱۷۳ویں آیت ہے ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ﴾۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو جو رزق ہم نے تمہیں دیا ہے اس میں سے پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو۔ اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔

اب رزق تو اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کا دیا ہے مگر ساتھ یہ بھی فرمایا ہے کہ اس میں سے پاکیزہ چیزیں کھاؤ۔ تو رزق میں سے گندی چیزیں بھی ہوتی ہیں اور حلال ہونے کے باوجود ان میں کچھ گند پایا جاتا ہے مثلاً گوہ حلال ہے مگر مکروہ ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ تمہارے لئے ہم نے حلال بھی بہت پیدا کیا ہے لیکن حلال میں سے طیّب بھی بہت ہیں جو حلال سے بھی اوپر درجہ کا رزق ہے۔ تو مومنوں کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمارے رزق میں سے بہترین چیزیں استعمال کیا کرو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس شخص کو اللہ تعالیٰ اس مال میں سے کوئی چیز عطا کرے بغیر اس کے کہ اس نے اس کا سوال کیا ہے تو اسے وہ چیز قبول کرلینی چاہئے کیونکہ وہ تو ایک رزق ہے جسے اللہ اس کے پاس ہانک کر لایا ہے۔

(مسند احمد بن حنبل، باقی مسند المکثرین)

تو یاد رکھو خواہش کر کے کسی سے مانگنا یہ گناہ ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تعلیم کے خلاف ہے لیکن جو خود اپنی خوشی سے پیش کردیتا ہے اس کا انکار بھی گناہ ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ اسے خود ہانک کر تمہارے پاس لایا ہے۔

حضرت خالد بن عَدِی جُهنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جسے اپنے بھائی کی طرف سے کوئی چیز ملے، بغیر اس کے کہ اُس نے سوال کیا ہو، یا دل میں اس کی طمع رکھی ہو۔ یہ طمع رکھنے والا معاملہ بھی بہت سنجیدہ ہے۔ سوال نہ بھی کرے اگر دل میں طمع ہو کہ مجھے بھائی کچھ دے گا تو یہ بھی ایک قسم کا شرک ہے۔ اگر ایسا نہ ہو طمع بھی نہ ہو اور سوال بھی نہ ہو تو اُسے وہ قبول کرلینی چاہئے اور واپس نہیں کرنی چاہئے کیونکہ وہ تو ایک رزق ہے جسے اللہ تعالیٰ اس کے پاس ہانک کر لایا ہے۔ (مسند احمد، مسند الشامیین)

سورۃ البقرہ کی آیت ۲۵۵: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو خرچ کرو اس میں سے جو ہم نے تمہیں عطا کیا ہے پیشتر اس کے کہ وہ دن آجائے جس میں نہ کوئی تجارت ہوگی اور نہ کوئی دوستی اور نہ کوئی شفاعت۔ اور کافر ہی ہیں جو ظلم کرنے والے ہیں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اللہ کی رضا کی خاطر جو کچھ تم خرچ کرو گے اس کا اجر تمہیں ضرور ملے گا۔

(بخاری کتاب الایمان باب انما الأعمال بالنیات)

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ ہمیں صدقہ کا حکم دیتے تو ہم میں سے بعض بازار چلے جاتے اور بار برداری اور مُد (جو ایک پیمانے کا نام ہے) کے برابر کماتے اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے۔ (بخاری کتاب الزکوٰۃ)

اب کیسا عظیم الشان آنحضرت ﷺ نے اپنے صحابہ کو حسن خلق بھی عطا کیا اور خودداری بھی عطا کی۔ اگر صدقہ دینے کے پیسے نہیں ہوتے تھے تو بازار جا کر لکڑیاں چن لیتے تھے اور کچھ کما کے لے آتے تھے اور اس میں سے پھر آگے صدقہ ادا کیا کرتے تھے۔ اور آگے پھر یہ بھی ہے کہ آج یہ حال ہے کہ ان لوگوں کے پاس جو ایسا کیا کرتے تھے اب لاکھوں ہے۔ پس احمدیوں کو بھی اس سے نصیحت پکڑنی چاہئے۔ بہت سے احمدی ہیں جو لکھ پتی ہوچکے ہیں اللہ کے فضل سے، لیکن اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے ماں باپ بہت خدمت گزار اور دین کی خاطر خرچ کرنے والے اور محنت کی کمائی کو خرچ کرنے والے تھے۔ تو یہ انعام بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ان نیک آباء واجداد کے نتیجے میں ہوتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو اور ان کے لئے بھی دعائیں کرو۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اپنے اموال کو زکوٰۃ ادا کر کے محفوظ کرلو"۔ زکوٰۃ سے مال محفوظ ہوتے ہیں اور بڑھتے ہیں۔ زکوٰۃ کا لفظی ترجمہ بھی ہے "بڑھوتی"۔ پس سُود سے مال گھٹتے ہیں اور زکوٰۃ سے بڑھتے ہیں۔ پس فرمایا "اپنے اموال کو زکوٰۃ ادا کر کے محفوظ کرلو اور اپنے بیماروں کا علاج صدقات کے ذریعہ بھی کرو اور مختلف علاقوں پر موج در موج آنے والی آفات کا مقابلہ دعاؤں اور تضرعات کے ذریعہ کرو۔ (مراسیل ابوداؤد)

اب بھی مختلف آفات نازل ہورہی ہیں بہت خوفناک قسم کی ہمارے ملک نے بھی اس سے حصہ پاتا ہے اور افغانستان وغیرہ نے بھی۔ تو موج در موج بلائیں جو نازل ہورہی ہیں تو آنحضرت ﷺ کی نصیحت ہے کہ صدقے اور دعاؤں کے ذریعہ ان کو ٹالنے کی کوشش کرو۔

"پانچواں وسیلہ اصل مقصود کے پانے کے لئے خدا تعالیٰ نے مجاہدہ ٹھہرایا ہے یعنی اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے ذریعہ سے اور اپنی طاقتوں کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے ذریعہ سے اور اپنی جان کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے ذریعہ سے اور اپنی عقل کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے ذریعہ سے اس کو ڈھونڈا جائے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے ﴿جَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ﴾ "یعنی اپنے

اموال اور جانوں کے ذریعہ اس کی خاطر جہاد کرو۔ "﴿وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾" اور جو کچھ ہم نے ان کو عطا کیا ہے وہ اس کی راہ میں خرچ کرو۔ "﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾" اور جو بھی ہماری خاطر جہاد کرتے ہیں اور جدوجہد کرتے ہیں ہمارا کام ہے کہ ہم ان کو اپنی راہوں کی ہدایت دیں۔ یعنی "ی اپنے مالوں اور اپنی جانوں اور اپنے نفسوں کو مع ان کی تمام طاقتوں کے خدا کی راہ میں خرچ کرو۔ اور جو کچھ ہم نے عقل، علم اور فہم اور ہنر تم کو دیا ہے وہ سب خدا کی راہ میں لگاؤ۔ جو لوگ ہمارے راہ میں ہر ایک طور سے کوشش بجالاتے ہیں ہم ان کو اپنی راہیں دکھادیا کرتے ہیں"۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد نمبر ۱۰ صفحہ ۴۱۸۔۴۱۹)

۵/جولائی ۱۹۰۳ء کو اپنی مجلس میں فرمایا: "قوم کو چاہئے کہ ہر طرح سے اس سلسلہ کی خدمت بجالاوے۔ مالی طرح پر بھی خدمت کی بجا آوری میں کوتاہی نہیں چاہئے۔ دیکھو دنیا میں کوئی سلسلہ بغیر چندہ کے نہیں چلتا۔ رسول کریم ﷺ، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ سب رسولوں کے وقت میں چندے جمع کئے گئے۔ پس ہماری جماعت کے لوگوں کو بھی اس امر کا خیال ضروری ہے۔ اگر یہ لوگ التزام سے ایک ایک پیسہ بھی سال بھر میں دیویں تو بہت کچھ ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر کوئی ایک پیسہ بھی نہیں دیتا تو اسے جماعت میں رہنے کی کیا ضرورت ہے"۔ اب دیکھو یہ وہی پیسہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام مانگ رہے تھے اب لاکھوں، کروڑوں روپوں میں تبدیل ہو چکا ہے۔ تو اس طرح اصل برکت تو وہی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فیض سے ہم پا رہے ہیں۔ اپنے نفس میں خدا کی راہ میں خرچ کرنے پر کوئی بڑائی پیدا نہیں ہونی چاہئے۔ وہی ابتداء کے چند پیسے ہی ہیں جو لاکھوں روپوں، کروڑوں روپوں میں تبدیل ہو چکے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ سورۃ النحل آیت ۷۶ میں فرماتا ہے: ﴿ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا هَلْ يَسْتَوٗنَ . اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ . بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾۔ نیز اللہ مثال بیان کرتا ہے ایک بندے کی جو کسی کی ملکیت ہو اور وہ کسی چیز پر کوئی قدرت نہ رکھتا ہو اور اس کی بھی جسے ہم نے اپنی جناب سے اچھا رزق عطا کیا ہو اور وہ اس میں سے خفیہ طور پر بھی خرچ کرتا ہو اور علانیہ بھی۔ کیا وہ برابر ہو سکتے ہیں؟ تمام حمد اللہ ہی کے لئے ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اکثر اُن میں سے نہیں جانتے۔

اس آیت سے متعلق حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہر صبح دو فرشتے اترتے ہیں۔ ان میں سے ایک کہتا ہے اے اللہ خرچ کرنے والے سخی کو اَور دے اور اس کے نقش قدم پر چلنے والے اَور پیدا کر۔ دوسرا کہتا ہے اے اللہ روک رکھنے والے کنجوس کو ہلاکت دے، اس کا مال و متاع برباد کر"۔ (بخاری کتاب الزکوٰۃ باب قول اللہ فاما من اعطی واتقی وصدق بالحسنی) ۔ اب یہ جو دو فرشتے اترتے ہیں اس کو ظاہر پر محمول نہیں کرنا چاہئے۔ فرشتے تو ہر حال میں انسان کے ساتھ ہی رہتے ہیں۔ نزول سے مراد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا حکم لے کر اترتے ہیں۔ تو نزول ہمیشہ اللہ کی طرف سے زمین کی طرف نازل ہونے والی چیز کو اللہ تعالیٰ کا فضل قرار دیا جاتا ہے۔ پس فرشتے بھی نزول کرتے ہیں۔ یہ معنے ہیں کہ خدا کے حکم سے بندوں کو دیتے ہیں اور خدا کے حکم سے بندوں تک پہنچاتے ہیں۔

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ صدقہ کرنا ہر ایک مسلمان پر واجب ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اگر کوئی طاقت نہ پائے؟ فرمایا: اپنے ہاتھوں سے کام کر کے خود کو بھی فائدہ پہنچائے اور صدقہ بھی کرے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا کہ اگر اس کی بھی استطاعت نہ رکھے یا ایسا نہ کرے، اُس کے لئے کیا حکم ہے؟۔ فرمایا: دوسرے عاجز محتاج کی مدد کرے۔ لوگوں نے پھر عرض کیا کہ اگر یہ بھی نہ کرے تو؟۔ آپؐ نے فرمایا: نیکی کرے یا یہ فرمایا کہ معروف کا حکم دیا کرے۔ لوگوں نے پھر کہا کہ اگر یہ بھی نہ کرتا ہو تو۔ فرمایا: برائی سے بچتا رہے، یہی اُس کے لئے صدقہ ہے۔ (بخاری)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"ان مثالوں میں مشرکین عرب کو سمجھایا ہے کہ تم بھی ہو اور ایک طرف حضرت نبی کریم ﷺ اور ان کی جماعت ہے ان میں خدا تعالیٰ کی تعظیم کا کام کون کر رہا ہے اور مخلوق کی بہتری کی فکر کس کو ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ جناب رسالت مآب ہی بنی نوع انسان کی ہمدردی کے کام فرما رہے ہیں۔ خدا نے زبان اور استطاعت دونوں فریق کو دی مگر ایک گروہ ہے کہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا ہے اور دوسرا ہے جو مال و جان نثار کر رہا ہے۔ خدا کے حضور وہ عزت پائے گا جو کام کرنے والا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے انتخاب کی وجہ بیان فرمائی ہے کہ وہ اپنے مولیٰ کا کارکن، جاں نثار، آمر بالعدل، صالح العمل بندہ ہے۔"

(ضمیمہ اخبار بدر، قادیان۔ ۱۰/فروری ۱۹۱۱ء)

اب اس میں یہ نکتہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بھی کسی بندے کو یونہی منتخب نہیں کر لیتا اس کے اندر کچھ صلاحیتیں ہوتی ہیں جن کے پیش نظر ان کا انتخاب کرتا ہے۔ پس آنحضرت ﷺ "مولیٰ کا کارکن، جانثار، عامل بالعدل"۔ عدل کی ہدایت کرنے والے صالح العمل بندہ تھے جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کا انتخاب فرمایا۔

پھر سورۃ الذاریٰت آیت ۵۸۔۵۹: ﴿مَا اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ . اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ﴾۔ مَیں ان سے کوئی رزق نہیں چاہتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں لیکن اللہ ہی ہے جو بہت رزق دینے والا ہے صاحب قوت اور مضبوط صفات کا مالک ہے۔

حضرت جریرؓ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ کچھ اعرابی آنحضرت ﷺ کے پاس آئے۔ انہوں نے اونی کپڑے اوڑھ رکھے تھے۔ آپؐ نے اُن کی بدحالی سے اندازہ لگالیا کہ یہ ضرورت مند ہیں۔ چنانچہ آپؐ نے لوگوں کو صدقہ کرنے کی ترغیب دلائی مگر لوگوں نے کچھ سستی سے کام لیا جس کی وجہ سے آپؐ کے چہرہ مبارک پر ناراضگی کے آثار دکھائی دینے لگے۔ پھر انصار میں سے ایک شخص ایک تھیلی لئے حاضر ہوا جس میں کچھ چاندی کے سکے تھے۔ پھر ایک اَور شخص آیا۔ اسی طرح لوگ آتے چلے گئے یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ کے چہرے سے خوشی کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اسلام میں کسی اچھی سنّت کی بنیاد ڈالی، اور اس کے بعد اس سنّت پر لوگوں نے عمل کرنا شروع کر دیا تو اس پر عمل کرنے والے ہر شخص کے اجر کے برابر اُس سنّت کے جاری کرنے والے کو بھی اجر ملے گا جبکہ اس سے اُن عمل کرنے والوں کے اجر و ثواب میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔ اور جس نے اسلام میں کسی بُری سنّت کی بنیاد ڈالی اور اُس کے بعد اس پر عمل ہونا شروع ہو گیا تو جتنا گناہ اُس سنّت پر عمل کرنے والے کو ہوگا، اُسی قدر اُس بُری سنّت کو جاری کرنے والے کو بھی گناہ پہنچے گا جبکہ اُن کے گناہوں کے بوجھوں میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

(مسلم۔ کتاب العلم)

علامہ فخر الدین رازی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

﴿اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ﴾ گزشتہ آیات میں بیان کردہ امور کی وجہ سے فرمایا گیا ہے کہ "عدم طلب رزق کی وجہ سے بیان کیا گیا ہے"۔ یعنی رزاق سے مراد یہ نہیں ہے کہ کوئی مانگے تو اس کو رزق دیتا ہے۔ دنیا کی بھاری اکثریت بلکہ جانور تک سب کو رزق عطا فرماتا ہے تو اس کو رزاق کہتے ہیں۔ تو بن مانگے رزق عطا کرنے والا ہے۔ "اور اللہ تعالیٰ کا قول ذوالقوۃ عدم طلب عمل کی وجہ سے بیان کیا گیا ہے۔ کیونکہ جو رزق مانگتا ہے وہ فقیر اور محتاج ہوتا ہے اور جو کسی عمل کی کسی

دوسرے شخص سے خواہش کرتا ہے وہ ایسا عاجز ہوتا ہے جس کوئی طاقت نہیں ہوتی تو نتیجہ یہ نکلتا ہے گویا اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ مَیں ان سے کسی قسم کا رزق نہیں چاہتا کیونکہ مَیں رزاق ہوں اور نہ مَیں ان سے کسی عمل کا خواہشمند ہوں کیونکہ مَیں طاقتور ہوں"۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنے صحابہ کی جو تربیت فرمائی اس میں یہ بھی تھی کہ کسی سے مانگانہ کرو۔ ایک صحابی کا ذکر آتا ہے کہ ایک گھوڑے پہ سوار جا رہے تھے ان کے ہاتھ سے سانٹا گر گیا تو آپ اترے، گھوڑے کو کھڑا کیا اور وہ سانٹا اٹھا کر پھر سوار ہو گئے۔ ایک لڑکا جا رہا تھا اس نے کہا آپ نے مجھے کہہ دیا ہوتا مَیں آپ کا سانٹا اٹھا کے پکڑا دیتا۔ فرمایا ہرگز نہیں۔ مجھے آنحضرت ﷺ نے تربیت دی ہے اور آپؐ نے فرمایا ہے کہ کسی سے سوال نہیں کرنا۔

الہام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اُعْطَیْتُکُمْ کُلَّ النَّعِیْمِ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَھُمْ مَغْفِرَۃٌ وَّ رِزْقٌ کَرِیْمٌ۔ مَیں نے تم کو ہر قسم کی نعمتیں دیں جن لوگوں نے تقویٰ اختیار کیا اور وہ جو ایمان لائے ان کے لئے بخشش اور باعزت رزق ہے۔

پھر سورۃ الذاریٰت آیت ۵۸۔۵۹: ﴿مَا اُرِیْدُ مِنْھُمْ مِنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِیْدُ اَنْ یُّطْعِمُوْنِ. اِنَّ اللّٰہَ ھُوَالرَّزَّاقُ ذُوْالْقُوَّۃِ الْمَتِیْنُ﴾۔ مَیں ان سے کوئی رزق نہیں چاہتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں لیکن اللہ ہی ہے جو بہت رزق دینے والا ہے صاحب قوت اور مضبوط صفات کا مالک ہے۔

اب ان آیات کریمہ اور حدیث میں ان کی تشریح کے بعد اب میں تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ایک سو بیس ممالک کو تحریک جدید میں شمولیت کی توفیق مل چکی ہے۔ موصولہ رپورٹوں کے مطابق ۳۱ر اکتوبر ۲۰۰۱ء تک جماعت ہائے احمدیہ عالمگیر کی کل وصولی ۲۱ لاکھ ۴۵ ہزار ۴۰۰ پاؤنڈ ہے یعنی تحریک جدید کی صرف جو وصولی ہے یہ وصولی گزشتہ سال کی وصولی سے ایک لاکھ ۰۷ ہزار ۸۰۰ پاؤنڈز زیادہ ہے۔ الحمد للہ۔

پاکستان نے امسال بھی مسلسل نامساعد حالات کے باوجود حیرت انگیز قربانی پیش کی ہے۔ گزشتہ سال پاکستان کی جماعتوں میں ربوہ تیسرے نمبر پر تھا۔ اس وقت مَیں نے ربوہ کو توجہ دلاتے ہوئے کہا تھا کہ ربوہ اب بھی اوّل آسکتا ہے۔ چنانچہ جو رپورٹ آئی ہے اس کے مطابق الحمد للہ ربوہ نے دوران سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے غیر معمولی کوشش کی ہے اور ہر طبقہ نے بڑھ کر قربانی پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے پاکستان میں ربوہ تیسری سے پہلی پوزیشن پر آگیا ہے۔

امریکہ امسال بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے پاکستان سے باہر کے ممالک میں دنیا بھر کی تمام جماعتوں میں اول رہا ہے۔ اور اس نے جرمنی کو ایک لاکھ دس ہزار پاؤنڈ سے پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ تحریک جدید کے مالی نظام میں شامل ہونے والوں کی تعداد اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۳ لاکھ ۷۳ ہزار ۶۰۰ سے تجاوز کر چکی ہے۔ یعنی یہ افراد ہیں جنہوں نے نومبایعین میں سے بھی اور سب نے پرانوں میں سے بھی مل کر اب تحریک جدید کے مالی جہاد میں حصہ لیا ہے۔ گزشتہ سال کے مقابل پر امسال ۲۷ ہزار نئے افراد شامل ہوئے ہیں۔ اس اضافہ میں پاکستان اور ہندوستان کی جماعتوں نے نمایاں کام کیا ہے۔

مجموعی وصولی کے لحاظ سے بالترتیب پہلی دس جماعتیں، پاکستان، امریکہ، جرمنی، انگلستان۔ انگلستان کا اکثر چوتھا نمبر ہی آتا ہے۔ کینیڈا، انڈونیشیا، ہندوستان، ماریشس، سوئٹزرلینڈ اور ابوظہبی ہیں۔ پاکستان کی جماعتوں میں جنہوں نے نمایاں کام کئے ہیں ان میں سے پہلی دس جماعتیں یہ ہیں۔ ربوہ، لاہور، کراچی، اسلام آباد، راولپنڈی، سیالکوٹ، کوئٹہ، گوجرانوالہ، اوکاڑہ، سرگودھا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنے فضل سے جزائے خیر عطا فرمائے۔